صدیق الرسولؐ

عبدالرحمٰن شوق

تصدیقِ الرسول
ملک دین محمد اینڈ سنز
ناشران قرآن مجید و تاجران کتب
PRICE

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ

ترجمہ

ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم فرض ہے

صدیق الرسول

یعنی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات

مصنفہ عبدالرحمن شوق (امرتسری)

برائے فرم

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب اشاعت منزل بل روڈ
کشمیری بازار = چوک انارکلی

لاہور

ملک محمد عارف پرنٹر پبلشر نے اپنے دین محمدی پریس

لاہور میں چھپوا کر کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

صدیق الرسول سلسلہ تعلیم الاطفال کا دوسرا نمبر ہے۔ جس کا وعدہ سوانح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تیسرے صفحہ پر کیا جا چکا ہے۔ خداوند کریم کا شکر ہے جس نے خاکسار کو وعدہ ایفائی کی توفیق بخشی۔ ورنہ

من آنم کہ من دانم

اب اس سلسلہ کے تیسرے نمبر الموسوم فاروق الاسلام کی باری ہے۔ جو اس وقت زیر تصنیف ہے۔ خدا نے چاہا تو عنقریب وہ زیور طرح سے آراستہ ہو کر آپ کے مبارک ہاتھوں میں پہنچے گا +

خاکسار اپنے ہم عمر محترم احباب سے عموماً و قابلِ تعظیم بزرگان قوم سے خصوصًا استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ درگاہِ ایزدی میں دعا کریں۔ کہ خادم قوم خاکسار شوق کے بقایا ایام زندگی بھی اسی قومی خدمت میں بسر ہوں +

خادم قوم خاکسار شوق امرتسری

دیباچہ طبع اول ۳ ستمبر ۱۹۱۹ء اندور

حسب فرمائش ... بمبئی ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدیق الرسولؐ

نام و خاندان

ملک عرب کے شہر مکہ شریف میں وہاں کے ذی عزت قبیلہ قریش میں ایک مشہور خاندان بنی تیم ہے۔ ان کا حاکم اعلیٰ ابو قحافہ نامی تھا۔ جس کی اولاد میں ایک نیک طبیعت انسان کا نام عبداللہ تھا۔ یہی وہ شریف خصلت شخص ہے۔ جس نے تمام دنیا کے مردوں میں سب سے پہلے آنحضرت محمدؐ صلعم کے دعوے نبوت کی تصدیق کی اور اسی وجہ سے آپ کا نام صدیق اکبر مشہور ہوا۔

گویا تمام مردوں میں سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

قبل از اسلام چال چلن و طریق معاشرت

حضرت ابو بکر صدیق مسلمان ہونے سے پہلے بھی نیک چلن تھے۔ جوا شراب جھوٹ۔ بد زبانی و دیگر بُرے کاموں سے

ہمیشہ بچتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ان دنوں ہر گھر میں بت پرستی کا رواج تھا۔ آپ کو بت پرستی سے قطعاً نفرت تھی۔

کپڑے کی تجارت سے آپ ایک خوش حال شخص کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ متمول اور قابل عزت طبقہ میں آپ کا شمار تھا۔ آپ کی طبیعت بچپن سے ہی فیاض تھی۔ مفلس غریب الحال اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرنا آپ کی نیک عادت تھی۔

زمانہ اسلام اور صحبت رسول کریم صلعم

اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر کچھ سال اوپر چالیس سال کی تھی۔ دین اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کو بذریعہ خواب قبول اسلام کی یہ بشارت ہو چکی تھی۔ جس کا ذکر اکثر اسلامی کتابوں میں اس طرح ہے۔ آپ مکّہ سے شام کی طرف تجارت کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ ایک رات آپ نے یہ خواب دیکھا۔ کہ آسمان سے ایک نور کی روشنی نمودار ہوئی۔ جو تمام اطراف پر پھیل گئی۔ اس کے بعد وہ سب نورانی روشنی جمع ہو کر آپ کے مکان میں پہنچی۔ اور آپ نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے اس نور کو محفوظ کر لیا۔

یہ خواب چونکہ ایک متبرک اور قابل تعبیر خواب تھا۔ اِس لئے آپ نے اس کی تعبیر ملک شام کے ایک مشہور راہب سے (جس کا نام بجیرہ تھا) دریافت کی۔ اس نے اس کی یہ تعبیر کی ÷

کہ خداوند کریم۔ آپ کی قوم میں سے ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو دنیا میں ایک آخری نبی ہو گا۔ اس نبی کریم کے آپ وزیر مقرر ہوں گے ÷

بس اِس خواب نے آپ کے دل میں گھر کر لیا۔ جب آپ شام سے واپس مکہ شریف میں آئے۔ تو جیسے ہی رسُول کریم صلعم نے نبوّت عطاء ہونے پر دعوٰے نبوّت کیا۔ آپ نے سب سے پہلے اس کی تصدیق کر کے دین اسلام اختیار کر لیا ÷

جس قدر رسول کریم صلعم کی صحبت آپ کو میسّر تھی۔ وہ بہت کم اصحاب کو میسّر ہوئی ہے۔ آپ اپنی فکر معاش کے لِئے اپنا کم سے کم وقت تجارت میں بسر کیا کرتے۔ باقی سارا وقت آنحضرت صلعم کی خدمت میں گذارتے تھے ÷

اس رفاقت میں حضرت ابو بکرؓ صدیق نے جس قدر آنحضرت صلعم کا ساتھ دیا ہے۔ اس میں سے چند کا بیان یہ ہے ÷

ایک روز شریر بت پرست کعبہ شریف میں جمع ہوئے یہ سب لوگ آنحضرت محمدؐ کو آزار پہنچانے کے لئے کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ اتفاقاً رسول کریم صلعم بھی مسجد میں تشریف لائے۔ آپ کو سب شریروں نے گھیر کر پوچھنا شروع کیا کہ آپ ہمارے بتوں کو کیوں بُرا کہتے ہو؟ رسول کریم صلعم جیسے پاک باطن تھے۔ ویسے ہی اُنہوں نے ظاہرا طور پر بھی سب شریروں کو یہ سچا جواب دیا۔ "ہاں فی الواقع میں تمہارے جھوٹے معبودوں کے متعلق ایسا ہی کہتا ہوں" اس جواب پر سب شریر حضور صلعم پر جھپٹے۔ اس واقع کی خبر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی ہو گئی۔ آپ نے فوراً موقع پر پہنچ کر رسول کریم صلعم کی رفاقت کی۔ اور سب کو مخاطب ہو کر فرمایا:

"کیا تم میرے محترم دوست اور خدا کے مقرب بندے کو اس لئے ایذا دیتے ہو۔ جو تمہیں اپنے خداوند پاک کی سچی راہ دکھاتا ہے۔"

یہ سنتے ہی ان شریروں نے آنحضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو چھوڑ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ کو گھیر کر اس قدر مارا کہ آپ بالکل بیہوش ہو گئے۔

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلعم کعبہ شریف میں نماز

ادا فرما رہے تھے کہ عقبہ نامی ایک شریر نے حضور صلعم کی گردن مبارک میں کپڑے کا پھندا ڈال کر اس بے دردی سے کھینچا۔ کہ آنحضور صلعم مارے درد کے بیتاب ہو گئے +

عین موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی تشریف لائے آپ نے عقبہ سے رسول کریم صلعم کو چھڑایا۔ اور اس شریر سے ڈانٹ کر کہا کہ "کیا تم ایسے پاک شخص سے محض اس تقصیر پر ایسی بیدردی کرتے ہو کہ وہ خداوند عالم کی طرف سے درجہ نبوّت پا کر خدا کے دین کی دعوت دیتا ہے" +

ہجرت کے دنوں میں بموجب فرمان الٰہی جب آنحضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے ہمراہ مکہ شریف سے مدینہ شریف کو تشریف لے چلے۔ تو غار ثور میں پہنچ کر آپ نے جس قدر حضرت محمدؐ صلعم کی رفاقت کی ہے۔ وہ کوئی انسان نہیں کر سکتا +

لہذا آپ اپنے محب باصفا حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلعم سے پہلے غار کے اندر گئے۔ تا کہ کوئی سانپ۔ بچھو۔ و دیگر موذی جانور غار کے اندر نہ ہو۔ جس سے آنحضرت صلعم کو آزار پہنچے۔ چنانچہ غار کے اندر پہنچ کر آپ نے اپنے ہاتھوں سے جگہ کو صاف کیا۔ اور غار کے ارد گرد جتنے

سُوراخ تھے اُن کو اپنے پہننے اوڑھنے کے کپڑوں سے بند کر دیا۔ لیکن ایک سُوراخ بند کرنا اس لئے باقی رہ گیا کہ اب آپ کے پاس سوائے تن ڈھانکنے کے اور کوئی کپڑا نہ بچا تھا۔ جس سے وہ سُوراخ بھی بند کیا جاتا۔
آخر رسُول کریم صلعم کو غار میں لا کر آنحضرت صلعم کا سر مقدّس اپنے زانو پر رکھ کر لٹا دیا۔ اَور اُس کُھلے ہوئے سُوراخ پر اپنی ایڑی رکھ کر اسے بھی بند کر دیا۔ غرض کہ ہر طرح سے آنحضرت صلعم کی حفاظت کر کے آپ اُن کی نگہبانی کے لِئے جاگتے رہے ؁

آنحضرت صلعم اپنے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے زانوئے پاک پر سر مبارک رکھے آرام فرما رہے تھے۔ کہ یکایک یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس ایڑی کو جس سے آپ نے سُوراخ بند کر رکھا تھا۔ سُوراخ کے اندر سے کسی سانپ نے زور سے کاٹا۔ جس کے زہر سے آپ تلملا اُٹھے لیکن رسُول خدا صلعم کی حفاظت کے لئے آپ نے اپنی ایڑی کو اس سُوراخ سے ذرہ بھر بھی نہ ہٹایا اور نہ حضرت صلعم کو اُٹھایا ؁

جب زہر کے اثر نے زیادہ زور کیا تو سوزش زہر کے مارے آپ کے آنسو ٹپک پڑے آخر انہیں آنسوؤں

سے آپ کا ایک آنسو رخسار حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر گرا
جس سے آنحضور رسول کریم صلعم بیدار ہوئے۔ آخر
دریافت حال پر حضور صلعم نے جھٹ سانپ کے کاٹے پر
اپنے دھن کا لعاب لگادیا۔ جس سے رفیق صادق
یار غار حضرت ابو بکر صدیق رض کے زخم کو فی الفور آرام ہوگیا۔

صاحب تاریخ الخلفا فرماتے ہیں۔ کہ خوابوں کی تعبیر
بیان کرنے میں آنحضرت صلعم کے بعد صدیق اکبر رض کا نمبر
تھا۔ امت محمدیہ میں ایسا کامل فن تعبیر میں کوئی نہیں ہوا
ایک دفعہ آنحضرت نے جناب صدیق رض سے بیان کیا۔ کہ رات
کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور تم ایک زینہ پر چڑھے
چلے جاتے ہیں۔ جب میں تم سے ڈھائی سیڑھیاں آگے بڑھ
گیا تو میری آنکھ کھل گئی ابو بکر صدیق رض آبدیدہ ہوئے اور
عرض کیا کہ خدائے عزوجل اپنی رحمت اور بخشش کے سایہ میں
حضور کو عنقریب بلانے والا ہے۔ اور میں آپ سے ڈھائی
برس بعد مروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جناب عائشہ صدیقہ رض
نے حضرت ابو بکر رض سے عرض کی کہ ابا جان شب گذشتہ کو
میں نے تین چاند اپنے حجرہ کی زمین پر اترتے ہوئے دیکھے
ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا تیرے حجرہ میں تین بہترین آدمی
دفن ہوں گے جب آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو کسی کی یہ رائے

ہوئی مکہ آپ کا مولد ہے وہیں آپ کو دفن کرنا چاہیئے۔
بعضوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں دفن کرو کوئی بولا کہ
جنت البقیع میں مزار پاک ہونا چاہیئے۔ کسی نے یہ رائے دی
کہ انبیا کا مدفن بیت المقدس ہے جنازہ کو لے جا کر
وہاں سپرد خاک کرو غرضیکہ مہاجرین اور انصار میں
کوئی ایسا نہ تھا جو اپنی اپنی الگ نہ کہتا ہو جب حضرت
صدیق اکبرؓ کو اس بحث کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔
کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے۔ یا من نبی یقبض الا دفن
مضجعہٗ۔ یعنی نبی کا جہاں انتقال ہو۔ وہیں اسے دفن
کرنا چاہیئے یہ سنتے ہی سب نے صدیق اکبرؓ سے اتفاق کر
لیا اور آپ حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں دفن ہوئے۔ پس حضرت
امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدبیر ٹھیک ہوئی۔

جناب صدیق اکبرؓ کی چار پشتوں نے اسلام کی حالت میں
رسولِ خدا کو دیکھا ہے۔ یعنے (۱) ابو قحافہ آپ کے والد ماجد
نے (۲) خود آپ نے (۳) عبد الرحمنؓ بن ابی بکرؓ نے (۴)
ابو عتیقؓ بن عبد الرحمنؓ نے۔ جناب صدیقؓ غار ثور میں ہجرت
کے وقت عریش میں جنگ بدر کے درمیان آنحضرت صلعم
رفیق و ہمدم تھے اور دفن کے بعد آپ کے قرب کو نہ چھوڑا
چار فضیلتیں جو آپ کے حصہ میں آئیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے

کسی کو حاصل نہ تھیں +

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اور حضور پُر نور صلعم کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور اپنے والد بزرگوار ابو قحافہ ہی کی زندگی میں فوت ہو گئے۔ اور بیت المال نے ان کو وظیفہ دینا منظور کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا۔ اور اس کا نام مصحف رکھا +

مسلمان ہونے سے زمانہ ہجرت تک کا حال

ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ چالیس برس کی عمر میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہٗ کے ایما سے اظہار نبوّت کیا۔ سب سے پہلے جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضٰے اور حضرت خدیجہ کے آزاد غلام زید بن حارث رضی اللہ عنہما ایمان لائے اور مشرف باسلام ہوئے ان تین حضرات کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے طوقِ اطاعتِ اسلام اپنی گردن میں ڈالا۔ مسلمان کیا ہوئے۔ کہ بالکل فنا فی اللہ ہو گئے۔ کہتے ہیں۔ کہ اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر ۳۷ یا ۳۸ برس کی تھی۔ مگر اوپر کی روایتوں سے آپ کا معمر ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ آپ سابقین اوّلین مسلمانوں میں ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کے سب سے پہلے ایمان لانے کا کسی مؤرخ کو انکار نہیں۔ مگر جناب

علی المرتضیٰؓ اور ابوبکر صدیقؓ کے باب میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ بعض انہیں پہلا بتاتے ہیں۔ اور بعض انہیں اس بحث کا تصفیہ جناب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی قابلیت کے ساتھ کیا ہے جو لایق صاد ہے بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ان ابابکر اول من اسلم من الرجال وعلی اول من اسلم من الصبیان وخدیجۃ اول من اسلمت من النساء یعنی مردوں میں سب سے پہلے ابوبکرؓ اور بچوں میں سب سے پہلے علیؓ اور عورتوں میں سب سے پہلے خدیجہؓ ایمان لائیں۔ یاد رہے کہ جناب امام اعظمؒ کے اس قول میں مرد سے مراد بالغ آزاد ہے۔ تاکہ حضرت زیدؓ بن حارث جو غلام تھے۔ اس بحث سے خارج رہیں ؞

اقامت مدینہ اور اُس کے حالات

رسول کریم صلعم کی رفاقت میں جب آپ اپنے اہل و عیال اور تمام عزیز و آشنا کو چھوڑ کر مدینہ شریف میں پہنچے تو اس سفر میں بھی آپ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے بڑے استقلال کے ساتھ ان تمام تکلیفوں کا مقابلہ کیا ؞

تھوڑے دنوں کے بعد مدینہ شریف میں رہایش کرنے کے لئے آپ نے اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں منگا لیا۔

مدینہ شریف میں آپ کو رسول کریم صلعم کی اور بھی زیادہ صحبت میسّر ہوئی۔ اشاعت اسلام کے متعلق تمام مشوروں میں آپ شامل رہے علاوہ وقت کے آپ نے اپنا بہت سا روپیہ نومسلموں کی امداد میں خرچ کیا ؛

مسلمان ہونے کے وقت صدیق اکبرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم موجود تھے وہ سب مسلمانوں کے اوپر سے نچھاور کر کے رفاہ اسلام میں خرچ کر ڈالے چنانچہ ترمذی میں رسول اللہ کا قول یوں منقول ہے۔ ما نفعنی مال احدٍ ما نفعنی مال ابی بکر یعنی جتنا فائدہ اسلام کو ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا بخاری و مسلم نے بھی روایت کی ہے۔ اِنّ اَمن الناس عَلَیَّ فی مالہٖ صحبۃ ابوبکر۔ یعنے مسلمانوں میں سے ابو بکرؓ کے مال اور مصاحبت کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔

اکثر روایتوں سے ظاہر ہے کہ مدینہ شریف پہنچنے تک آپ اپنے زر نقدی کے سات حصے اپنے دینی بھائیوں کی ضروریات پر خرچ کر چکے تھے۔ گویا اسلام لانے سے پہلے جس قدر آپ کے پاس مال تھا اس سے سات حصے کم

یعنی صرف آٹھواں حصّہ مال کا ہجرت کے زمانہ میں آپ کے پاس رہا لیکن بعد میں آہستہ آہستہ وہ بھی آپ نے راہِ خدا میں خرچ کر دیا +

ترقی اسلام کے لئے مخالفین و مشرکین سے ہادی اسلام حضرت صلعم کو جس قدر جنگ کرنے پڑے تمام جنگوں میں آپ نے نمایاں حصّہ لیا اور میدان جنگ میں بڑی بہادری سے لڑے +

زمانہ خلافت اور اس کے واقعات

آنحضرت صلعم کے سب سے زیادہ رفیق آپ ہی تھے یہی وجہ تھی کہ حضور صلعم کو آپ پر ہر طرح کا بھروسہ تھا حضرت محمد صلعم اپنی حیات پاک میں آپ کو کئی دفعہ اپنا نائب بنا چکے تھے۔ فی الواقع آپ اسی قابل تھے۔ جس کا انتخاب اشارۃً حضور صلعم کے وقت سے ہی آپ کے نام ہو چکا تھا چنانچہ رسول صلعم کے وصال ایزدی کے بعد اگرچہ خلافت کے متعلق کئی ایک اصحاب کے لئے مسلمانوں کا مشورہ ہوا آخر قبیلہ قریش کے وہ اصحاب ابو عبیدہؓ اور حضرت عمرؓ کا انتخاب عام مسلمانوں کی متفقہ رائے سے عمل میں آیا لیکن ان دونوں قابل عزت اور ذی فہم اصحاب نے حضرت ابو بکر صدیق کی

موجودگی میں خلیفہ بننے سے انکار کر دیا - چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اس کے بعد سب حاضرین نے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفہ وقت مقرر کر کے بیعت کر لی - مسئلہ خلافت کی بابت پھر دوسرے دن مسجد نبوی میں مسلمانوں کا اجتماع ہوا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حمد باری کے بعد تمام مسلمانوں کے سامنے تقریر کی جس کا ماحصل یہ ہے - کہ" اے بھائیو ہم کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے - کہ خداوند کریم نے ہم پر ایک ایسا خلیفہ مقرر فرمایا ہے جو ہم سب سے ہر طرح افضل ہے وہ یار غار رسول اللہ ہے اشاعت اسلام پر آپ نے اپنا جان و مال قربان کیا - ہر ایک حال میں رسولِ خدا کے شریک رہے اس لئے میں تمام بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں - کہ تمام مسلمان حضرات ابو بکرؓ سے بیعت کریں اور ان کو اپنا خلیفہ مانیں"

چنانچہ سب مسلمانوں نے خوش ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کے دست مبارک پر بیعت کی -

دورانِ بیعت میں بعض لوگوں نے صدیق اکبرؓ کے باب میں جو اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے ان کے جواب میں حضرت صدیقؓ کی آخری گفتگو یہ تھی -

واللہ ما کنت حریصًا علی الامارۃ یومًا و لا لیلۃ قط و لا کنت راغبا فیھا و لا سألھا اللہ فی سر و لا علانیۃ و لکنی اشفقت من الفتنۃ ومالی فی الامارۃ راحۃ ۔ لقد قلدت امرًا عظیمًا ومالی بہ من طاقۃ ولایں الا یتقوبہ اللہ ۔ یعنی خدا کی قسم دن رات میں مجھ پر کوئی وقت ایسا نہیں گذرا جس میں خلافت کی حرص میرے دل میں سمائی ہو یا اس کی کسی طرح کی خواہش میں نے کی ہو یا کسی وقت پوشیدہ یا ظاہر میں میں نے اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے دعا کی ہو مگر فتنہ و فساد کے خوف سے میں نے مجبوری اسے قبول کر لیا ۔ مجھے اس خلافت میں کوئی آرام نہیں معلوم ہوتا میرے سر پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ۔ جس کے تحمل کی مجھ میں طاقت نہیں یا خدا میری مدد کرے ۔

آنحضرت صلعم کے انتقال پر ملال کی خبر مکہ میں سب سے پہلے ابن قیس مخزومی نے پہنچائی ۔ جناب صدیق اکبر ؓ کے والد بزرگوار ابو قحافہ وہیں تشریف فرما تھے ۔ انہوں نے دریافت کیا کہ خلیفہ کون ہوا ابن قیس نے جواب دیا کہ ابوبکر صدیق ؓ یہ سُن کر جناب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ بولے کہ بنی ہاشم بھی ابوبکر ؓ کی خلافت پر متفق ہیں یا نہیں ۔ ابن قیس نے کہا کہ ہاں وہ بھی رضا مند ہیں ۔ ابو قحافہ بولے سچ ہے لامانع لما اعطی اللہ ولا معطی لما منع اللہ

جس کو خدا دے اُس کو کوئی رد کنے والا اور جسے خدا روکے اُسے کوئی دینے والا نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے بعد حمد خدا کے جو کچھ فرمایا اُس کا اختصار یہ ہے۔

خدا کا شکر ہے۔کہ آپ لوگوں نے مجھے اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اگر میں اس قابل نہیں ہوں۔تاہم جس قدر مجھ سے ہو سکے گا۔ میں تمہاری بھلائی کی کوشش کروں گا۔ مجھے اُمید ہے۔ کہ تم میری مدد کرو گے۔ میں تم کو کہہ دیتا ہوں۔ کہ میں بشر ہوں۔بشریت کے لحاظ سے اگر کوئی مجھ سے بُرائی ہو تو اس سے بلا خوف و خطر مجھے مطلع کرنا یہ میرا کام ہے کہ جو لوگ کمزور ہیں اور جن لوگوں نے بیکسوں کا حق چھینا ہے۔ ان زور آوروں سے میں کمزوروں کا حق دلاؤں میں ایک دفعہ پھر آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت نہ کرو اگر میں خدا کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کروں تو آپ بھی میری فرماں برداری کرو۔

لیکن زمانہ میں آپ کو کئی ایک مشکل مراحل کا سامنا کرنا پڑا جن کو آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے طے کیا۔ منبر خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے جو مرحلہ آپ کو پیش آیا۔ وہ یہ تھا۔کہ رسول کریم صلعم کے وصال سے لوگوں کے دلوں

ہیں اسلام اور ہادئی اسلام کے متعلق شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ ان کو مخالفین اسلام نے اس اشتعال سے کہ اگر حضرت محمد صلعم برگزیدہ ہوتے تو وہ مرتے ہی کیوں اور بھی پختہ کر دیا تھا۔ خوف تھا۔ کہ اگر لوگوں کا یہ وہم نہ مٹایا جاتا تو اسلام کے اتنے نام لیوا آج نظر نہ آتے۔ گویا یہ نہایت مشکل کام تھا۔ لیکن آپ نے اپنے ذہن رسا سے ایسے لوگوں کے شبہات بہت جلد دور کر کے انہیں از سرِ نو خداوند تعالےٰ کی وحدانیّت کا قائل کر لیا۔

اس مرحلہ کو طے ہوئے ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ رسول کریم صلعم کی اولاد و ازواج مطہرات میں حصّہ رسدی کے متعلق ایک مرحلہ پیش آگیا۔ وہ یہ تھا کہ زمانہ حیاتِ نبی کریمؐ میں ایک باغ فدک رسول کریمؐ کے خاص قبضہ اقتدار میں تھا۔ حضور صلعم اس کا منافع ضروریات خانہ کے لئے خرچ میں لاتے تھے اسی باغ فدک کے متعلق رسول کریم صلعم کی دختر مطہر فاطمۃ الزہراؓ نے آپ سے کہلا بھیجا کہ ہم کو اس کا حصّہ تقسیم کیا جائے لیکن آپ نے دور اندیشی سے اس کا فیصلہ کر کے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو یہ جواب بھیجا۔ کہ باغ فدک کی اراضی بموجب فرمان رسول کریم صلعم ورثہ نہیں ہے۔ اس لئے اس کا حصّہ تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن یہ ضرور ہو سکتا ہے

کہ حضور صلعم کے ورثاء کو اس کے منافع کا حصہ تقسیم کردیا جائے چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق آل و اولاد رسول کریم کو باغ فدک کا حصہ تقسیم ہوتا رہا +

اس کے بعد مخالفین و مشرکین اسلام سے کئی ایک جہاد کرنے پڑے۔ جس میں آپ ہر طرف سے فتحیاب ہوئے۔

خدماتِ اسلام

یہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ آپ نے خلوص نیت سے اپنا جان و مال اسلام پہ کھلے دل سے نثار کیا۔ جس کا اعتراف رسول کریم صلعم کی احادیث سے ظاہر ہے۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام سے جس قدر آپ کو میدان جنگ میں مقابلہ کرنا پڑا وہ بھی محض اسلام کے لیئے تھا۔ نہ کہ اپنی وجاہت کے لیئے چنانچہ قبائل عیس طلیحہ اسدی وغیرہ قبائل نیز مسیلمہ کذاب جیسے جھوٹے پیغمبروں کی آپ نے سرکوبی کی۔ قبیلہ قضاعہ اور بنی سلیم بنی ہواجر سے بھی آپ کو لڑنا پڑا ملک شام فلسطین اور دمشق کی سلطنتوں سے آپ کو معرکہ آرا ہونا پڑا ان سب جنگوں میں آپ نے بڑی فراست جرأت اور بہادری سے کام لیا +

مزید برآں ان خدمات اسلامی کے جو احسان آپ نے

تمام دنیا کے مسلمانوں پر کیا ہے وہ تاقیامت یاد رہے گا وہ احسان جمع کرنے قرآن شریف کا ہے یہ مبارک خدمت ہے جو آپ نے زید بن ثابتؓ (جو رسول کریم صلعم کے وقت خداتعالےٰ کا کلام لکھنے پر مامور تھے) سے لکھا کر مرتب کیا۔

اس سے پہلے قرآن شریف کتابی صورت میں جمع نہ تھا۔ بلکہ کئی ایک اصحاب کو حفظ تھا۔ احتمال تھا۔ کہ حافظ قرآنوں کے شہید ہونے سے کہیں قرآن ہی گم نہ ہو جائے اس لئے اس کتابی صورت میں لانے کا فخر اور ایسی بے بہا خدمت اسلام حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہی حاصل ہوئی۔

عدل و انصاف

آپ بڑے عادل اور صاحب انصاف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے زمانہ خلافت میں کوئی شخص ناراض نہ تھا یوں تو آپ کے عدل و انصاف کے کئی واقعات ہیں۔ لیکن ہر ایک واقعہ کا اختصار مد نظر ہے۔ اس لئے مجمل طور پر یہاں چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) ملک شام کی طرف جب آپ نے زیدؓ پسر سفیانؓ کو سپہ سالار کے عہدہ پر مامور فرمایا تو آپ نے انکو یہ ہدایتیں کیں کہ مخالفین اسلام سے جہاد کرتے وقت اپاہجوں اور

ضعیفوں عورتوں اور بچّوں کو نہ ستانا اور کسی کھیتی باڑی کو تباہ نہ کرنا ۔ میوہ دار درختوں کو مت کاٹنا جانوروں کو قتل نہ کرنا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

(۲) ایک روز ایک شخص آپ کے سامنے بے ادبی کا سخت مرتکب ہوا آپ کو اس پر سخت طیش آیا ایک اصحابی نے عرض کیا کہ اس بے ادب کو قتل کردینا چاہئے ۔ لیکن آپ نے اس پر یہ جواب دیا کہ نہیں ایسا کرنا ٹھیک نہیں ۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کے سوا کوئی کسی کے لئے ایسا حکم نہیں دے سکتا ۔

(۳) ایک دن ایک ہاتھ کٹا شخص چوری کے جرم میں آپ کے حضور میں پیش ہوا تاکہ اس کے لئے کسی سزا کا حکم صادر ہو چونکہ اس مجرم کا ایک ہاتھ پہلے بھی چوری کے جرم میں کٹ چکا تھا ۔ اس لئے آپ نے مطابق فرمان رسول کریم صلعم اسے دوسرے جرم کے لئے قتل کا حکم دیا ۔

(۴) آپ کے عہد خلافت میں ایک مسلمان حاکم کے سامنے دو مجرم عورتیں پیش کی گئیں ان میں سے ایک کا جرم تو یہ تھا ۔ کہ وہ رسول کریم صلعم کی ذات ستودہ صفات میں بُرے الفاظ کہتی تھی ۔ دوسری مجرمہ پر یہ جرم عائد تھا ۔ کہ وہ ہر جگہ مسلمانوں کی مذمت کے اشعار سُنایا کرتی ۔

حاکم صوبہ نے ہر ایک جرم کا ثبوت لے کر دونوں کے

ہاتھ کاٹ ڈالنے کی سزا دی جب یہ فرد جرم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے پاس پہنچی۔ تو آپ نے مجرمہ رسول مقبول صلعم کی سزا کی تو تائید کی لیکن دوسری مجرمہ (جسے مسلمانوں کی مذمت کے اشعار ازبر تھے) کی سزا پر غور کر کے فرمایا۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ عورت مسلمان تھی اسے یہ سزا دینی اس لئے مناسب نہ تھی شاید وہ مذمت کرنے سے باز آجاتی +

(۵) چند آنوں کی ڈھال چرانے پر بھی اس چور کو آپ نے بڑی چوری کی سزا دی۔

(۶) ایک بار کسی عورت نے ورثہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے اس کو یہ فرمایا چونکہ مجھے اس کے متعلق رسول کریم صلعم کی کوئی حدیث یاد نہیں۔ تحقیق کروں گا۔ کل آنا۔ چنانچہ دوسرے روز اس مسئلہ کی تحقیق کر کے اس سوال کرنے والی کو آپ نے فیصلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق جواب دیا۔

(۷) آپ اپنے یا دشمن اسلام کا سر۔ بطور تحفہ کے پیش کرنے کو یہ کہہ کر منع فرماتے تھے۔ کہ یہ دستور مشرکوں کا ہے۔ نہ کہ مسلموں کا۔

(۸) ایک روز آپ سے ایک عورت نے یہ سوال کیا کہ آپ کون ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں مسلمانوں میں سے

ایک خدا کا بندہ ہوں۔ اور میرا نام ابو بکرؓ ہے ؛

افعال و اقوال صدیقؓ کی چند مثالیں

(۱) آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں جنگ بدر کے روز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت آپ نے تن تنہا کی اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے خیمہ کے باہر بڑے استقلال اور بہادری کے ساتھ پہرہ دیتے رہے۔

(۲) آپ اس قدر منکسر المزاج تھے۔ کہ اکثر بچے بچیاں اپنی بکریوں کا دودھ آپ کے سامنے لاتے اور آپ ان کو دوھ دیا کرتے تھے۔

(۳) صحابہ کرامؓ و عام مسلمانوں کے درمیان آپ سے کبھی اپنی شان خلافت کا اظہار نہیں ہوا۔ اگر آپ عام مجمع میں ہوتے تو ایک ناواقف شخص آپ کی انکساری سے آپ کا خلیفہ ہونا باور نہ کرسکتا تھا۔

(۴) آپ اندھی، اپاہج۔ اور ضعیفہ عورتوں کی خاص طور پر خبرگیری فرماتے تھے۔ ان کا سودا سلف خود لاتے۔ ان کو کھانا اور پانی اپنے ہاتھ سے پہنچاتے تھے۔

(۵) آپ کے دل پر خدا کا خوف اس قدر غالب تھا

کہ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے مارے خوف الٰہی کے بید کی طرح کانپتے اور بارگاہ ایزدی میں دعا مانگتے وقت آپ کی آنکھوں سے دیر تک آنسو جاری رہتے تھے +

(۶) آپ کو علم خواب میں کامل مہارت تھی رسول کریم صلعم ان کی ازواج و اولاد کے خوابوں کی اکثر تعبیر بیان فرماتے اور جو کچھ بتاتے وہ درست ہوتا تھا۔

(۷) اسلام کی محبت دل میں رکھنے والے غلاموں کو خرید کر آپ آزاد فرما دیا کرتے تھے۔

اکثر بوڑھی عورتوں کو جن کے دل میں اسلام کی سچی محبت تھی - اور اپنے متکبر آقا کے ڈر سے اس کا اظہار نہ کر سکتی تھیں انہیں خرید کر آزاد کر دیا - اور وہ بخوشی اسلام میں داخل ہوتیں - اسی طرح کئی ایک غلاموں کو آپ نے خرید کر آزاد کیا۔ چنانچہ حضرت بلال ؓ بھی اسلام لانے سے پہلے ایک شخص کے غلام تھے لیکن ان کے دل میں اسلام کی سچی محبت تھی - باوجود اس کے کہ ان کا آقا اسی وجہ سے ان کو ناقابل برداشت سزائیں دیتا تھا - لیکن انہوں نے اس کا ذرہ بھر خیال نہ کیا - آخر حضرت ابوبکر ؓ نے ان کو بھی خرید کر آزاد کر دیا اور

پھر یہ پروانۂ رسول صلعم اسلام لانے کے بعد مسجد نبوی کا موذن بنا۔

اقوال صدیقؓ

(۱) مصیبت میں صبر کرنے والے کی مصیبت دور ہو جاتی ہے اور صبر کرنے والا ثواب پاتا ہے۔

(۲) ہر ایک مسلمان اگر اپنی تکلیف میں آنحضرت محمد مصطفیٰؐ کی مصیبتوں کو یاد کرے تو اس کی تکلیفیں دور ہوتی ہیں۔

(۳) موت دنیاوی لحاظ سے جس قدر سہل ہے۔ اسی قدر آخرت کے خیال سے مشکل ہے۔

(۴) جو شخص کسی پہ رحم نہیں کرتا۔ وہ ایک دن خود مشکلات میں گھر جاتا ہے۔

(۵) انسان اپنے انجام سے اس پرندے کی طرح غافل ہے۔ جو دن بھر پھل اور پھولوں میں مست ہو اور رات کو اپنے محفوظ گھونسلے میں اطمینان حاصل کرتا ہے اسے اپنے صیاد کے دام کی کچھ فکر نہیں آخر کو ایک دن وہ دامِ صیاد میں آئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(۶) غرور سے بچو۔ خداوند کریم مغرور کو دشمن کے نام سے پکارتا ہے۔

(۷) کسی سے مشورہ کرو تو اس سے کوئی بات نہ چھپاؤ کیونکہ اگر کوئی بات تم اس سے چھپاؤ گے تو وہ تمہیں نہ پورا مشورہ دے سکتا ہے۔ اور نہ اس سے تم فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔

(۸) اپنے ہمسایوں سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔

(۹) جس قوم میں گناہ کی کثرت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ اس پر بلائے ناگہانی نازل کرتا ہے۔ جو ساری قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔

(۱۰) جو انسان خداوند اور اس کے رسول صلعم کے فرمان کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس کی زندگی سدھر جاتی ہے۔ جو لوگ خدا اور رسول صلعم کی اطاعت نہیں کرتے وہ گناہوں میں مبتلا ہو کر جہنم کے حقدار بنتے ہیں۔

(۱۱) جو بھائی اپنے بھائی پر سختی کرتا ہے۔ وہ خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔

حلیہ مبارک

حضرت صدیق اکبرؓ کا بدن چھریرا اور آپ کشیدہ قامت تھے۔ رنگ سفید زردی مائل۔ پیشانی اُبھری ہوئی آنکھیں اندر گھسی ہوئیں۔ رخساروں پر گوشت کم ہونے سے رگیں

چہرہ پر نمایاں تھیں۔ اور ہاتھوں کی انگلیوں پر بال بالکل نہ تھے۔ داڑھی اور بالوں میں مہندی اور کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ کمال مجاہدہ اور حد سے زیادہ ریاضت نے آپ کو نحیف البدن بنا دیا تھا۔ تلاوت قرآن مجید کے وقت پانی کی دو نہریں آنکھوں سے جاری ہوتے ہوتے آنکھیں نزار اور بے نور ہو گئی تھیں۔ ورنہ جوانی میں آپ متناسب الاعضاء اور خوبصورت تھے۔

فضائل صدیقؓ

آپ کے فضائل کے متعلق بہت روائتیں ہیں۔ جن کا ماخذ یہ روایت ہے۔

(۱) ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ حیات میں ہم سب لوگ آنحضرت صلعم کے درجہ فضیلت کے بعد ابو بکر صدیقؓ کو بافضیلت مانتے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کا بھی آپ کی نسبت یہی خیال تھا۔

(۲) حضرت عمرؓ نے اکثر فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد امت محمدیہ میں سب سے زیادہ فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہے۔ جو اس سے کم آپ کا مرتبہ جانے۔ وہ فساد کرنے والوں میں سے ہے۔

(۳) آنحضرت صلعم کی حدیث شریف ہے کہ جو شخص آپ پر کسی اور اصحاب کو فضیلت دیتا ہے۔ وہ مسلمانوں پر ظلم کرتا ہے۔

(۴) ایک دفعہ جناب صدیق اکبرؓ نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا۔ الایمان ۔ یعنی ایمان کیا چیز ہے۔ حضور صلعم نے جواب دیا۔ اصبعت فالزم۔ یعنی جہاں تک پہنچنا چاہیئے وہاں تک تم پہنچ گئے یہی حد ہے۔ اب بس کرو۔ اس سے کمال شہود اور غلبۂ آثار توحید صدیق اکبرؓ پر ظاہر ہے۔

(۵) ابوہریرہؓ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کی یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی فضیلت کے بموجب سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۶) حدیث شریف ہے کہ رسول کریم صلعم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کا دروازہ نور سے بھرا ہے۔ وہی تم سب میں قابل فخر ہے۔

جس نے میرے دعوئے نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

جس نے سب سے پہلے خدمت اسلام میں اپنے جان و مال کو وقف کیا۔

جس نے مجھ تن تنہا کی ہر طرح مدد کی۔

جس نے ہر موقعہ پر میرا ساتھ دیا - تم سب نے مجھے چھوڑ رکھا تھا - لیکن ابوبکرؓ نے مجھے نہیں چھوڑا -

(۷) حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ (حضرت) ابوبکر صدیقؓ فضیلت کے لحاظ سے ہمارے سردار ہیں

(۸) حضرت علیؓ نے فرمایا ہے - کہ رسول کریم صلعم کے درجہ فضیلت کے بعد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کا درجہ ہے -

(۹) اصحاب کبارؓ کا اس باب میں اتفاق ہے - کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خدا نے چار فضیلتیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی اصحاب کو عطا نہیں ہوئیں -

اوّل یہ کہ آپ کا خطاب حضرت صدیقؓ ہوا -

دوئم آپ یار غار رسول کریم صلعم ہوئے -

سوئم یہ کہ آپ کو آنحضرت صلعم کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنی نصیب ہوئی -

چہارم یہ حضرت محمد صلعم نے اپنی حیات مبارک میں آپ کو اپنا امام بنایا -

(۱۰) خداوند تعالےٰ نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں کئی جگہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فضیلت سے یاد فرمایا ہے چنانچہ حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کرنے کے متعلق قرآن

شریف کی آیات واللیل اس کی گواہ ہیں

حضرت صدیق اکبر رضؓ کے بعض دیگر فضایل

بخاری نے ابی الدرداء سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ میں حضور نبویؐ میں حاضر تھا۔ اتفاقاً ابوبکر صدیق رضؓ اپنے کرتے کا دامن زانوؤں تک اٹھائے ہوئے آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا۔ کہ آج کیا کسی سے لڑکر آئے ہو۔ جناب صدیق رضؓ نے عرض کی کہ آج مجھ میں اور فاروق رضؓ میں لڑائی ہو گئی ہے مگر حق یہ ہے کہ زیادتی میری ہی تھی میں اپنی خطا پر نادم ہو کے قصور معاف کرانے اُن کے گھر بھی گیا۔ مگر عمرؓ نے مجھے معاف نہ کیا۔ بلکہ اچھی طرح میری بات بھی نہ سُنی۔ ہنوز میرا کلام ناتمام تھا۔ کہ انہوں نے اپنے گھر کے کواڑ بند کرلئے اور الٹے پاؤں گھر میں چلے گئے۔ لاچار ہو کر حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ للہ میرا قصور عمرؓ سے معاف کرادیجئے۔ حضرت نے یہ سُن کر تین بار فرمایا۔ یغفر اللہ لک یا ابابکر۔ اتنے میں جناب فاروق اعظم رضؓ بھی نادم و خجل ہو کے دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کو پہلے سے ؛ ہاں بیٹھے دیکھ کر ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ جسے دیکھ کے حضرت صدیقؓ ڈر گئے۔

عمر فاروقؓ نے دو دفعہ عرض کی یا رسول اللہ انا اظلم۔ یعنی اے رسول اللہ صلعم خدا کی قسم میں نے ہی ان پر ظلم کیا ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ جب حضرت عمرؓ رسول اللہ صلعم کے سامنے جا کے بیٹھ گئے۔ تو حضور نے ان کی جانب سے اپنا منہ پھیر لیا جناب فاروقؓ اٹھ کے پھر آپ کے روبرو جا بیٹھے۔ آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس وقت جناب فاروقؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ کہ حضور مجھ سے آزردہ ہیں۔ اب میری زندگی کا ٹھکانا نہیں میں ایسے جینے پر موت کو ترجیح دیتا ہوں آنحضرت بولے کہ عمرؓ آج تجھ سے ایک بڑی خطا سرزد ہوئی۔ یعنی ابوبکرؓ تیرے دروازہ پر عذر خواہ بن کے گیا۔ لیکن تو نے اس کی ایک نہ سنی اور گھر کے کواڑ بند کر لئے میں اپنے اس پروردگار عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے مجھے تمہارا پیغمبر بنا کے بھیجا ہے۔ کہ تم سب پہلے میری تکذیب کرتے تھے۔ اور بعد میں ایمان لائے ہو مگر ابوبکرؓ نے میری صورت دیکھتے ہی تصدیق کی۔ علاوہ تصدیق کے جان و مال سے

بھی میری خدمت میں حاضر ہے۔ اور ہمیشہ خیرخواہ مشیر رہا۔ مگر تم لوگوں سے میری اتنی خاطر نہیں ہو سکتی کہ میرے غمگسار کی ایذا رسانی کا خیال اپنے دل میں نہ لاؤ۔ ابی الدرداء کہتے ہیں۔ کہ اس دن سے کسی کی کیا مجال تھی۔ جو صدیق اکبرؓ کو کسی طرح کی تکلیف پہنچا سکے۔

منجملہ ان حدیثوں کے جو جامع ترمذی میں حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت کے باب میں وارد ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جناب عمرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کی نظر انور میں ابوبکرؓ سب صحابہ سے زیادہ بہتر و برتر و دوست تر تھے۔ مسند ابی درداء میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ "سب صحابہؓ زمانہ حیات رسول اللہ میں ابوبکرؓ کو افضل ترین صحابہؓ کہا کرتے تھے۔ بعد ان کے عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ کو"۔

صحیح بخاری میں عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ صحابہ آنحضرت کے زمانہ میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ صحیح مسلم میں محمد حنیفہؒ ابن علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے پوچھا کہ پیمبر کے بعد سب آدمیوں

میں کس کو شرف و فضیلت حاصل ہے۔ جواب دیا۔
ابو بکرؓ کو میں نے پوچھا۔ ان کے بعد کون ہے۔ فرمایا
عمرؓ محمدؐ حنیفہ کہتے ہیں۔ یہ جواب سن کر میں ڈرا کہ کہیں
والد بزرگوار اب عثمانؓ کا نام نہ لے دیں اس لئے یہ سوال
کیا کہ عمر کے بعد تو آپ ہیں۔ جناب مرتضیٰؓ نے جواب
دیا۔ نہیں۔ نہیں۔ وہ ایک اور مسلمان ہے۔ کتاب فصل
الخطاب اور روضۃ الاحباب میں ہے۔ کہ لوگوں نے
جناب علی مرتضیٰؓ سے پوچھا کہ بعد رسول صلعم کے فاضلترین
کون ہے۔ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر پوچھا گیا کہ
ان کے بعد۔ فرمایا کہ عمرؓ۔ پھر لوگوں نے دریافت کیا
کہ عمرؓ کے بعد کون ہے تو کہا واللہ اعلم بالثالث
یعنی تیسرے کا علم خدا کو ہے۔ مزید برآں ایک اور
دلیل قوی اس بات کی موجود ہے۔ کہ جناب امیرالمومنین
اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما۔
حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کو اپنے سے افضل و اشرف سمجھتے
تھے۔ شرح اس کی یہ ہے۔ کہ لوگوں نے جناب امیرؓ
سے کہا۔ آپ آنحضرت صلعم سے فاطمہؓ کی خواستگاری کریں۔
حضرت علی مرتضیٰؓ نے جواب دیا۔ جب رسول اللہ صلعم نے
ابوبکرؓ و عمرؓ کی درخواست رد کر دی۔ تو میں کس شمار و قطار

میں ہوں *

مفسرین قرآن مجید نے بالاتفاق لکھا ہے ۔ کہ یہ آیت

[illegible]

[illegible]

یعنی اور قریب ہے کہ ایسے پرہیزگار خدا ترس کو جو اتقایمن سب سے بڑھا ہوا ہے ۔ اور توجہ غیر خدا اور آلائش تعلقات دنیا سے پاک ہونے کے لئے اپنا مال دیتا ہے ۔ اور اس کی یہ سخاوت اور عطاء محض خوشنودی اور رضائے خدائے پاک کے واسطے ہے ۔ ہم آتش دوزخ سے بچا لیں گے ۔ اور قریب ہے کہ وہ اپنے مالک کو راضی اور خوش کرے ۔ سخاوت صدیق کے بارہ میں نازل ہوئی ہے *

با وجود اِن اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے جناب صدیق اکبرؓ شجاعت میں بھی اپنی نظیر آپ ہی تھے جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ شیر روز نہایت شجاع اور بہادر مشہور ہیں ۔ وہ خود ایک دن مجمع اصحاب میں منبر پر جا کھڑے ہوئے ۔ اور با آواز بلند فرمایا ۔ لوگو بتاؤ کہ اصحاب رسول صلعم میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے سب بالاتفاق بول اٹھے ۔ کہ یا امیر آپ ۔ فرمایا ۔ نہیں ۔

نہیں - ابوبکر - ہم سب سے زیادہ بہادر ہیں - بدر کے
دن مسلمان نہایت ضعیف تھے - اور کفار قوی آنحضرت
نے یہ دعا کی کہ یا الٰہی مجھے ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔
جو پاس بیٹھ کے میری حفاظت کرے - اور اگر کفار مجھ
پر حملہ آور ہوں - تو انہیں دفع کر سکے - جناب صدیق
نے گذارش کی - یا رسول اللہ بسر حق میں خوشی سے
اس خدمت کو بجا لاؤں گا - یہ کہہ کے شمشیر آبدار
آپ نے بنام سے باہر نکال لی - اور خیمہ نبوی کے
گرد پھرنے لگے - کفار ناہنجار نے چند حملے بھی کئے تاکہ
رسول معظم کو مضرت پہنچائیں - مگر صدیق اکبر سامنے
نہ آ سکے اور بے تحاشہ نوکدم بھاگے ۔

روایت ہے - کہ جناب صدیق اکبر کو ایک دن کہیں
ایک چڑیا نظر آ گئی - جو کسی درخت پر بیٹھی ہوئی تھی - فرمایا
اے چڑیا تجھے خوشخبری ہو - تو اڑتی ہے - اور جس پیڑ پر
چاہتی ہے - بیٹھ جاتی ہے - اور جہاں سے چاہتی ہے
پھل کھا لیتی ہے - اور دانہ چگتی ہے - نہ تیرے لئے
حساب ہے - نہ عذاب - کاشکے میں بھی تیرے مثل
ہوتا - واللہ میں بہ نسبت اپنی اس حالت کے
درخت ہونا پسند کرتا ہوں - کہ میں کسی رہگذر پر

لگا ہوتا۔ اور کوئی اونٹ آکے مجھے چبا جاتا۔ مگر آدمی نہ ہوتا۔ تو اچھا تھا۔ غرضیکہ خوف خدا آپ پہ ایسا غالب تھا۔ کہ منہ سے بہتے ہوئے جگر کی بُو آتی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد اگر کوئی شبہ پیدا ہوتا۔ تو قے کرکے اس کھانے کو نکال دیتے اور استغفار کرتے تھے۔ حکم چلانے اور سوال کرنے سے یہاں تک نفرت تھی۔ کہ چاہے کتنے ہی آدمی ہمراہ ہوتے اور اونٹ کی مہار سواری کی حالت میں آپ کے ہاتھ سے گر جاتی تو اتر کے خود اٹھاتے تھے۔ تاکہ کسی سے سوال یا کسی پہ حکومت نہ کرنی پڑے

جناب امام محمدؑ باقر بن زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ کسی نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے دریافت کیا کہ میں نے خطبہ میں یہ دعا کرتے سُنا۔ اللھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین فمن ھم یعنی یا اللہ ہم کو ویسا ہی درست کر دے۔ جیسا کہ تو نے خلفائے راشدین کو درست کر دیا تھا۔ پس یا حضرت یہ خلفائے راشدین کون کون سے لوگ ہیں۔ آپ کی آنکھیں یہ سن کر ڈبڈبا۔ آہیں اور رونے کو ضبط کر کے کہا ہما حبیبای ابوبکر وعمر اماما الھدی وشیخا الاسلام رجلا قریش والمقتدی بھما بعد رسول اللہ من اقتدی بھما بھم

ومن اتبع آثارھما ھدا الی صراط المستقیم ومن تمسک بھما فھم من حزب اللہ وحزب اللہ ھم المفلحون۔ یعنی وہ دونوں میرے محبوب ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ دونوں امام ہدیٰ۔ دونوں شیخ الاسلام دونوں قریش تھے۔ وہ ایسے ہیں۔ کہ بعد رسول خدا ان کی اقتدائے کی جائے۔ جو ان کے نقش قدم پر چلا اس نے راہ راست پائی۔ اور جس نے ان کا سہارا پکڑا۔ وہ اللہ والوں میں سے ہے۔ اور اللہ والے بیشک نجات پائیں گے۔

روایت ہے کہ جناب شیر خدا سے کہا گیا کہ لوگ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو برُا کہتے ہیں۔ اگر آپ وہ امور نہ چھپاتے۔ جنہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ تو لوگوں کو ایسا کہنے کی جرات نہ ہوتی۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے فوراً اس کہنے والے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے مسجد میں گھسیٹ لائے۔ پھر حکم دیا کہ لوگ جمع ہوں اور خود منبر پر تشریف لے گئے۔ اور اپنی سفید نورانی داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔ اس وقت اشکوں کی جھڑی ریش مبارک پر لگ رہی تھی۔ اور آپ منتظر تھے۔ کہ لوگ فراہم ہوں۔ جب آدمی مجتمع ہو گئے۔ تو آپ نے ایک خطبہ بلیغ پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ افسوس

ہے۔ اس قوم پر جو رسول خدا کے دو بھائیوں کو برائی
کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یوں
فرمایا تھا۔ کہ افسوس ہے۔ اس قوم کے حال پر
جو رسول اللہ کے دو مصاحب اور قریش کے دو سردار
اور مسلمانوں کے ماں باپ کو بُرا کہتے ہیں۔ میں ایسی باتوں
سے بالکل ناراض ہوں۔ ایسے شخص پر عذاب ہو گا
ان دونوں حضرات نے رسول اللہ کی صحبت اختیار
کی تھی۔ کوشش اور وفاداری سے امر و نہی کرتے اور
فیصلے دیتے اور سزا کرتے تھے۔ رسول اللہ اِن کی
رائے کے برابر کسی کی رائے کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور
جتنی محبّت اِن سے کرتے تھے۔ دوسرے سے نہ تھی۔
اور وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ اِن کی ہمت اور آمادگی
خدا کے کاموں میں کامل اور وفا کے ساتھ تھی رسول
اللہ نے جب دنیا سے انتقال فرمایا۔ ان سے راضی سے
اور سب مسلمان اِن سے راضی رہے۔ حکم و اخلاق
میں طریق رسول اللہ سے انہوں نے کبھی تجاوز نہیں
کیا۔ اور سی پر دونوں مرے۔ اللہ ان پر رحمت
کرے۔ قسم ہے۔ اس کی جو دانہ سے درخت نکالتا
ہے۔ اور روح پیدا کرتا ہے۔ ایمان والا ضرور ابو بکر

و عمرؓ کو دوست رکھے گا۔ اور جو کوئی ایسا کرتا ہے۔ وہ بد بخت اور بے دین ہے۔ اور دونوں کی محبت عبادت ہے۔ اور بغض ان کا دین سے نکل جانا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے ابو بکر کو امامت نماز پر مامور کیا۔ حالانکہ میں جیتا جاگتا موجود تھا۔ مجھے یہ خبر نہیں۔ کہ کون ان سے بغض رکھتا ہے۔ ورنہ میں اس پر حد افترا جاری کرتا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ کو خبر دی گئی۔ کہ فلاں شخص ابو بکرؓ و عمرؓ کو برا کہتا ہے۔ آپ نے اسے بلا کے پوچھا۔ وہ انکار کر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو میرے سامنے اقرار کر لیتا تو میں تجھے سخت سزا دیتا ایسے ہی آپ کو ایک اور شخص کا حال معلوم ہوا کہ وہ شیخین کو برا کہتا ہے۔ وہ بھی آپ کے سامنے آ کر مکر گیا۔ آپ نے اسے مداین کی طرف جلا وطن کر دیا۔

ادہر ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت صلعم سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ "النظر الی علی عبادۃ"۔ یعنی علیؓ کی طرف دیکھ لینا ہی عبادت ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ جناب علی مرتضیٰؓ و عمرؓ عثمانؓ کو اپنی آنکھوں سے الگ نہ ہونے دیتے تھے۔ اور بڑی محبت و تکریم سے اپنے پاس رکھتے تھے تمام کاروبار خلافت اور نظم و نسق مملکت انہیں

تینوں صاحبوں کے مشورے سے ہوتا تھا۔ بخاری نے ابو بکر صدیقؓ سے روایت کی ہے۔ اِنَّہٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَصِلَ فِیْ قَرَابَتِیْ " یعنی قسم ہے۔ اس خدا کی خبر گیری کروں۔ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے اَیُّھَا النَّاسُ فَضْلٌ وَشَرَفٌ الخ یعنی مرتبہ اور ولایت اور ذریت رسول اللہ صلعم کے ہے۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ ان کے مداح تھے تو وہ ان کے وصاف غرضیکہ ۔ سے

دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

آپ کے اہل وعیال

آپ نے چار بیبیوں سے عقد کیا۔ دونوں اہل مکہ اور دو اہل مدینہ تھیں ۔

اہل مکہ میں سے عبدالعزیٰ آپ کے سسر تھے۔ جن کی بیٹی کا نام قتیلہ تھا۔ سب سے پہلے نکاح آپ کا انہیں سے ہوا۔ اور ان سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹے کا نام عبداللہ اور بیٹی کا نام (حضرت) اسما تھا۔ ان کے بعد دوسرا نکاح حضرت ام اومان ولد عامر سے ہوا۔ یہ بیوی زمانہ ہجرت سے قبل ہی مسلمان ہو چکی تھی۔ ان سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی لڑکے

کا نام عبدالرحمٰن۔ اور لڑکی کا نام حضرت عائشہ صدیقہؓ ہے۔ جو ام المومنین ہیں اور جنہیں حضرت محمد صلعم کی محترمہ بیوی بننے کا فخر حاصل ہؤا +

آپ کی تیسری بیوی کا نام اسمار ولد عمیس تھا۔ جن سے آپ نے زمانہ ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں نکاح کیا ان سے ایک ہی بیٹا ہوا۔ جس کا نام محمدؐ تھا +

چوتھی شادی آپ نے حضرت حارجہ انصاری کی بیٹی حضرت ام حبیبہ سے مدینہ میں ہی کی +

جن سے آپ کی وفات کے بعد چھ ماہ ایک بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ گویا آپ کی رحلت کے وقت ام کلثوم اپنی والدہ محترمہ کے تین ماہ سے بطن میں تھیں

سال وفات اور اُس کے واقعات

جس مرض سے جناب صدیق اکبرؓ کا انتقال ہوُا۔ اس کی نسبت مورخین کو اختلاف ہے۔ اکثر کی یہ رائے ہے۔ کہ انتقال سے ایک برس قبل کسی نے کھانے میں زہر ملا کے آپ کے پاس بھیجا۔ اس کھانے کو آپ نے اور حارث بن کلدہ نے مل کے کھایا حارث طبیب بھی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یا حضرت میں

اور آپ دونوں اس وقت زہر آلود کھانا کھا گئے۔ جس کا
اثر ہم دونوں پر ایک سال کے بعد ظاہر ہوگا۔ اور
ہم تم دونوں ایک ہی دن دنیا سے گذر جائینگے۔ چنانچہ
آپ اسی دن سے بیمار ہوئے۔ پورے ایک سال کے
بعد انتقال فرمایا۔ چند مؤرخوں نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ
نے ایکدن نہایت سرد ہوا میں غسل فرمایا۔ اس سے
بخار آنے لگا۔ اور پندرہ دن کے بعد عالم جاودانی کو
سدھارے۔ ایام مرض میں لوگوں نے پوچھا۔ کہ اگر حکم ہو
تو طبیب کو بلا کر آپ کا علاج کرایا جائے۔ آپ نے فرمایا
طبیب آیا تھا۔ وہ مجھ سے یہ کہہ گیا ہے۔ فعال لما یرید
یعنی خدا جو چاہتا ہے۔ سو کرتا ہے۔ اس جواب سے لوگ
آپ کا مطلب سمجھ گئے اور چپ ہو رہے +

جناب عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ انتقال کے دن آپ
بیہوش ہو گئے۔ میں رو رہی تھی کہ آپ کو کچھ افاقہ ہوا
فرمایا جاءت سکرات الموت بالحق ذالک ماکنت منه تحید
یعنی موت کی بیہوشی ضرور آئیگی۔ اے بندہ یہی وہ حالت
ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ پھر مجھ سے دریافت کیا۔ کہ
رسول خدا صلعم کے کفن میں کیا کیا تھا۔ میں نے عرض
کی کہ سوائے قمیص اور امامہ کے تین کپڑے تھے

اور وہ یمن کی بستی سحول کے بنے ہوئے کپڑے کے تھے۔ اس کے بعد کہ آنحضرت نے کس دن انتقال فرمایا تھا۔ میں نے جواب دیا دو شنبہ کو اور آج دو شنبہ ہی ہے۔ کہ اے الہ العالمین آج ہی کے دن موت دے۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کے ارشاد ہوا کہ بیٹا عائشہ یہ کپڑا جو اس وقت میرے جسم پر ہے۔ اسمیں مجھے ایک دھبّہ زعفران کا نظر آتا ہے۔ اِس داغ کو دھو ڈالنا اور اس میں دو کپڑے اور ملا کے مجھے کفن دینا۔ یہ سن کر مجھے رونا آگیا اور عرض کی کہ ابا جان یہ کپڑا نہایت پرانا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ الحی احوج الی الجدید من المیت انما ھو للمھنۃ و الصدید۔ بہ نسبت مردہ کے زندہ کو نئے کپڑے کی زیادہ احتیاج ہے۔ اور کفن خون و ریم کے لئے ہے۔

جناب صدیق اکبر کا انتقال شب سہ شنبہ کو ہوا ہے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مطابق سنہ ۶۳۴ء دن دو شنبہ یا جمعہ تھا۔ اصابہ والے نے عمر آپکی ۶۳ برس کی بتائی ہے۔ اور امام ابن قتیبہ اس سے زیادہ کے قایل ہیں مدت خلافت ۲ برس تین مہینے دس یا چھبیس ۲۶ دن ہے آپ نے وصیّت کی تھی۔ کہ میری بیوی اسما بنت عمیس مجھے غسل دیں اور میرے بیٹے عبدالرحمٰن انکی

مدد کریں۔ ان دو شخصوں کے سوا اور کوئی میرے بدن
کو برہنہ نہ دیکھے۔ دم واپسین یہ الفاظ آپکے منہ
سے نکلے۔ اللھم توفنی مسلماً الحقنی باالصلحین۔ یعنی اے
اللہ اپنی فرمانبرداری کی حالت میں مجھے مار اور مرنیکے
بعد اپنے نیک بندوں میں مجھے شامل کیجو۔ تجہیز و تکفین
آپ ہی کے فرمانے کے موافق ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم
جس تخت پر استراحت فرمایا کرتے تھے۔ اُسپر آپکا جنازہ
اٹھایا گیا۔ فاروق اعظمؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آنحضرت
صلعم کی قبر شریف کے پاس عایشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں
دفن ہوئے۔ عبدالرحمانؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ قبر میں داخل ہوئے
اور انتقال ہی کی شب میں آپ کو دفن کر دیا۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد ماجد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ
مکہ میں اسوقت زندہ تھے۔ عقدالفرید میں امام ابن عبد ربہ
نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے رسول اللہ صلعم کے مزار
پر انوار پر حاضر ہو کے امام مالک سے پوچھا۔ کہ یا حضرت
فرمایئے کہ صدیق اکبرؓ کا مرتبہ رسول خدا کے نزدیک کیسا
تھا۔ امام مالک نے فرمایا کہ ان کے رتبہ کا قرب ویسا
ہی تھا۔ جیساکہ انکی قبروں میں قرب ہے ہارون رشید
پھڑک گیا۔ اور بولا آپ سچ فرماتے ہیں ؏

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب صدیق اکبرؓ کی علالت
اتنی بڑھی کہ زیست ناممکن معلوم ہونے لگی۔ تو آپ نے
عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ کو بلا کے کہا کہ میں اپنے بعد عمرؓ
فاروق کو خلیفہ کیا چاہتا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے ابن عوفؓ
نے جوابدیا کہ آپ جیسا انکو سمجھتے ہیں۔ وہ اس سے بدرجہا
بڑھے ہوئے ہیں مگر ایک نقص ان میں بڑا سخت واقع
ہوا ہے۔ یعنی مزاج میں گرمی اور تشدد زیادہ ہے۔
صدیق اکبرؓ بولے تم انہیں ہرگز نہیں سمجھے اس نقص
کا باعث میں ہوں۔ جب میں نہ رہونگا تو یہ بات تم ان
کی طبیعت میں نہ پاؤ گے۔ یعنی میرے مزاج میں نرمی زیادہ
ہے اسکے مقابلہ کیلئے وہ سختی برتتے تھے جب خلافت کا بوجھ
خود انکے سر پہ پڑیگا تو آپ سے آپ نرمی اختیار کر لینگے۔ مینے
بارہا بغور دیکھا ہے کہ جب میں کسی پر سختی کرتا تھا اور
اسنے خفا ہو جاتا تھا۔ تو عمر فاروقؓ مجھسے اسکی سفارش کیا
کرتے تھے۔ اور جب میں کسی سے نرمی سے پیش آتا۔ تو یہ
سختی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ بن عفان کو
بلا کے اسنے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپکے
انتخاب پر میرا صاد ہے ہم میں کوئی بھی انکی ہمسری نہیں
کر سکتا۔ عمر فاروقؓ کا باطن انکے ظاہر سے کہیں بڑھکر ہے

خلافت کیلئے ان سے اچھا آدمی اگر مشعل لے کر بھی آپ ڈہونڈینگے تو بھی نہ ملے گا دربار خلافت میں جا نشینی کا مسلہ چھڑا ہوا سنکر جناب طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور وا ویلا مچانی شروع کی کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ عمر کے غصہ کو جان بوجھ کے بھی انہیں ہمپر خلیفہ کیے دیتے ہیں۔ جب لوگ انکے غصہ سے تکلیف اٹھائینگے۔ تو اسکی جواب دہی قیامت کے دن آپ کے سر ہوگی۔ سوچ سمجھ کے کام کیجئے اور ایسا غضب ڈہاکے دنیا سے تشریف نہ لیجائیے۔ ابوبکر صدیق پہلے تو ابن عبداللہ کا پر جوش کلام خاموش سنتے رہے۔ جب وہ کہہ چکے تو فرمایا کہ تمنے مجھے خدا سے ایسا ڈرایا کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اب سن لیجئے کہ اگر خدا قیامت کے دن اس باب میں مجھ سے کچھ پوچھے گا تو میں بھی جواب دونگا کہ یا الہ العالمین میں نے نیک نیت کیساتھ تیرے بندوں پر ایسا خلیفہ کیا تھا جو دنیا میں سب سے بہتر تھا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خلافت عمر کی بابت تہ دل سے اپنی خوشنودی ظاہر کی تھی۔ مقام انصاف ہے کہ ابوبکر نے اپنے کسی عزیز کو خلافت کیلئے نامزد نہیں کیا۔ جن سے ان کی نیک نیتی

میں ذرا بھی کلام نہیں ہو سکتا - ظاہر ہے کہ اسوقت لئے خاص وہ بیٹے عبدالرحمنؓ اور محمدؐ موجود ہیں انہیں عبدالرحمنؓ بڑے جری اور شجاع ہیں - سیف اللہ خالدؓ بن ولید کے ساتھ جیسا جیسا منچلا پن انہوں نے کیا ہے - سب جانتے ہیں - جنگ یمامہ میں بڑے بڑے کار نمایاں انہوں نے کئے مگر صدیق اکبرؓ نے اپنے بیٹوں اور عزیزوں کیطرف سے بالکل آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کے فاروق اعظمؓ ہی کی خلافت کو مسلمانوں کے حق میں از بس مفید سمجھا - حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ پر نظر ڈالنے سے خواہ مخواہ بھی ماننا پڑتا ہے - کہ عمر فاروقؓ کا انتخاب ابو بکرؓ کے بڑے بڑے اعمال میں گنے جانے کے لائق ہے کیونکہ عمر فاروقؓ نے امور سلطنت کو ایسی لیاقت اور دیانت سے انجام دیا کہ آجتک تاریخ کے صفحوں میں کوئی بادشاہ ان کے مقابل کا نظر نہیں آتا - اِس عنایت خاص کیلئے ہم مسلمان ابو بکر صدیقؓ کے زیر بار احسان ہیں ٭

ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ طلحہ بن عبداللہ سے گفتگو کر کے آپ نے جناب عثمانؓ بن عفان سے وصیت نامہ لکھوایا - جس کا مضمون ہم صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ میں لکھ آئے ہیں حضرت عثمانؓ بن عفان نے ابو بکرؓ کے حکم سے اس کو

لکھ کے انہیں کے کہنے سے اس پر مہر کی اور نقلیں اس کی چاروں طرف کے امراء کو روانہ کر دی گئیں اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ بلوائے گئے۔ صدیق اکبرؓ نے ان سے کہا کہ میں نے تمہیں رسول کریم صلعم کے اصحاب پر خلیفہ کیا ہے۔ جناب فاروق اعظمؓ بولے کہ حضور مجھے معاف رکھیں میں اس......جوابدہی کے لایق نہیں نہ مجھے خلافت کی خواہش ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ یہ تو ہم لوگوں نے تجویز کر لیا کہ تم خلافت کے قابل ہو یا نہیں۔ اس باب میں تجھ سے رائے طلب نہیں کی جاتی ہاں یہ بات سچ ہے کہ تمہیں خلافت کی پرواہ نہیں۔ مگر اس میں کیا کیا جائے کہ خلافت کو تمہاری ہی ضرورت ہے۔ اس لئے تمہیں کرنی پڑیگی اے عمرؓ۔ اگر تم میری اصلاح پر عمل کروگے۔ تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تمہیں عزیز نہ ہوگی۔ اور اگر نہ مانوگے تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تم کو بری نہ معلوم ہوگی۔

جب وصیت نامہ مذکورہ بالا ہر طور مکمل ہو چکا۔ تو صدیق اکبرؓ نے اسے مجمع عام میں پڑھے جانیکا حکم دیا اور اس وقت بذات خود گھر سے باہر آکے سب لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی۔ کیا تم لوگ راضی ہو۔ اس شخص کی

خلافت سے جسے میں نے خلیفہ مقرر کیا ہے بیشک میں نے اپنے
کسی عزیز و اقارب کو تمہارا خلیفہ نہیں بنایا ہے میں عمر فاروق
کو خلیفہ کرتا ہوں انکی اطاعت کرنا اور انکا کہنا ماننا یہ تقرر
میں نے صرف اپنی رائے سے نہیں کیا ہے بلکہ بہت سے
اہل الرائے سے اس میں مشورہ لے لیا ہے لوگوں نے
ابو بکر صدیق رض کی یہ باتیں سن کر بالاتفاق کہا۔ سمعنا وطعنا
جب دیکھا کہ سب خلافت فاروقی سے راضی ہیں تو عمر
فاروق رض سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے اے عمر رض اب تو رسول
اللہ کے اصحاب پر خلیفہ ہو گئے۔ خبردار ظاہر و باطن دونو
میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ اے عمر رض بیشک اللہ کا ایک حق
تمپر رات میں ہے۔ جسکو وہ دن میں قبول نہیں کریگا۔
اور ایک حق دن میں ہے۔ جسکو وہ رات میں قبول نہیں
کرینگا اے عمر رض جبتک فرایض ادا نہ کروگے خدا تمہارے نوافل
کو ہرگز منظور نہ کریگا۔ تمکو معلوم ہے کہ قیامت کے دن
جسکے اعمال نیک کا پلہ بھاری ہوگا وہی ناجی ہے اور جس
کے برے اعمال بھاری ہونگے وہی ہلاک اور خرابی میں
رہیگا۔ یہ باتیں حق و باطل کے سمجھنے سے تمہیں حاصل
ہونگی۔ اے عمر رض تمنے دیکھا ہوگا کہ نرم کے ساتھ تشدد آمیز
آیتیں اور سخت آیتوں کے ساتھ نرم آیتیں کلام مجید

میں نازل ہوئی ہیں تاکہ مومن خدا سے ڈرتا اور اس سے اپنے لئے مغفرت طلب کرتا رہے اے عمرؓ قرآن میں جب اہل دوزخ کا ذکر پڑھنا تو دعا مانگنا کہ یا الٰہ العالمین مجھے تیرے فضل و کرم سے امید ہے۔ کہ تو مجھے ان لوگوں میں شامل نہ کریگا جب اہلِ بہشت کا ذکر آئے تو یہ کہا کرنا کہ اے اللہ تو ان کے سے اعمال صالحہ مجھ میں بھی پیدا کر دے اور قیامت کے دن مجھے ان میں شامل کر دے اگر تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرتے رہو گے تو ہر وقت مجھے اپنے پاس بیٹھا پاؤگے۔ جب یہ سب کچھ کہہ چکے تو دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور درگاہِ الٰہی میں یوں مناجات کی۔ بار خدایا میں نے تیرے بندے مسلمانوں پر عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ تو دانائے راز ہے۔ کہ میں نے یہ کام مسلمانوں کی بہتری کے واسطے کیا ہے۔ اپنی ذرا سی عقل کے موافق جس کو مسلمانوں میں سب سے بہتر سمجھا اور منصب جلیلہ کے لائق پایا اسے مقرر کر دیا۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے اپنی کسی غرض یا کسی خاص و عام مصلحت کے باعث ایسا نہیں کیا۔ اے میرے عظیم الشان اور بلند مرتبہ مالک میں دنیا فانی سے سفر آخرت کرنے کو تیار ہوں اسلئے کمال لجاجت اور عاجزی کیساتھ میری یہ امید ہے کہ ہر حال میں

عمرؓ کی نگہبانی کرتا رہیو اور ان میں جادۂ راستی سے ڈگنے نہ دیجیو ہر کام میں اسے نیک راہ پر چلائیو کیونکہ یہ سب مسلمان تیرے ہی فرمانبردار بندے ہیں۔ عمرؓ کی رائے کی درستی انکی اصلاح کا سبب ہوگی یا اللہ عمرؓ کی رائے کو تو اپنی مرضی کو تابع رکھیو انکا نام اپنے پیغمبر کے خلفائے راشدین میں درج فرما ان کو اتباع سنت کی توفیق عطا کر انکی رعیت کے باغ کامرانی کو انکی عدل و انصاف کی آبپاشی سے پھولا پھلا رکھ۔ ابوبکر صدیقؓ یہ دعا کر رہے تھے اور سب حاضرین کی زبانوں پر آمین تھی۔ اس وقت حضرت عمر فاروق جوش گریہ سے بیتاب ڈاڑھیں مار مار کے رو رہے تھے۔

معیقب بن فاطمہ کہتے ہیں کہ میں صدیق اکبر کے اخراجات کا وکیل تھا۔ جب ان پر مرض غالب ہوا اور زندگی کی امید نہ رہی تو میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آداب بجا لا کے الگ گوشہ میں بیٹھ گیا۔ حضور اسوقت تفویض خلافت میں مشغول تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپنے جناب عثمانؓ بن عفان سے فرمایا لکھو ھذا عھد ابوبکر بن ابی قحافہ الی المسلمین امابعد فانی ستخلفت علیکم یعنی یہ ایک عہد نامہ ہے ابوبکر بن قحافہ کا تمام مسلمانوں کے نام کہ بیشک میں نے تمپر خلیفہ کیا اتنا فرماکے آپ پر غشی طاری ہوگئی اور آپ بیہوش رہے

حضرت عثمانؓ نے علیکم کے بعد عمر بن الخطاب اپنے قیاس سے لکھدیا۔ جب تھوڑی دیر میں آپکو افاقہ ہوا تو آنکھیں کھولکے جناب عثمانؓ سے پوچھا کہ ہاں تم نے کیا لکھا۔ حضرت عثمانؓ بولے۔ کہ جو کچھ آپ نے لکھوایا تھا۔ اِس پر میں نے عمر بن الخطاب اور بڑھا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ بن عفان خدا تمہارا بھلا کرے تم نے میرے دل کی بات لکھ کے اسوقت میری روح کو تازہ کر دیا ہے۔ غرضکہ مرض اور ضعف کی زیادتی سے بڑی دیر میں رُک رُک کے وصیت نامہ آپ سے لکھوایا گیا۔ جب اسکی تکمیل ہو چکی تو میری طرف دیکھ کے فرمایا کہ معیقب بتاؤ ہمارا تمہارا حساب کیسے ہے مینے عرض کی یا امیر مومنین۔ آپ میرے پچیس درہم کے قرضدار ہیں۔ مگر میں نے بخش دیئے یہ سنتے ہی آپ نے برہم ہوکر فرمایا کہ معیب ایسی بات منہ سے ہر گز نہیں سننا چاہتا کہ کسی کا قرض لے کر دنیا سے جاؤں میں رونے لگا اور عرض کی۔ حضور میں اس زیارت کو آخری دیدار سمجھے ہوئے ہوں اور آپ ۲۵ درہم کیلئے مجھے معتوب کرتے ہیں۔ افسوس کہ میرا اتنا بھی اعتبار نہیں کہ میں نے دل سے یہ خفیف رقم حضور کو بخش دی یا نہیں یہ کہہ کے میری ہچکی بندھ گئی۔ آپ نے میرے آنسو پونچھے اور گلے

سے لگا کر فرمایا کہ بھائی رو رو کے اپنی جان کیوں ہلکان کرتے ہو۔ میں اس دارالمحن کی تکلیفوں سے چھوٹ کر آرام کی جگہ جاتا ہوں۔ پھر اس میں رونے کی کیا بات ہے مگر وہاں کا توشہ اور زاد راہ اسی طرح تیار کیا جاتا ہے کسی کا حق لیکر وہاں نہ جانا چاہیئے۔ پس تم میرے اوپر مہربانی کر کے اپنے درہم لے لو۔ میں بھی سمجھونگا کہ تم نے معاف کیئے یہ کہہ کر عائشہ صدیقہؓ کے پاس سے پچیس درہم منگائے اور سب کے سامنے مجھے گن کے دیئے یعقوب بن فاطمہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ عجیب محتاط تھے مال غنائم اور جزیہ اور زکواۃ وغیرہ بے حساب اور بے تعداد چاروں طرف سے ڈہلا ہوا بیت المال میں آتا مگر جو کچھ مسلمانوں نے اپنی تجویز سے انکا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ ایک حبہ آپ نے کبھی نہ لیا جو کچھ وظیفہ لیا تھا اسے بھی اپنی مملوکہ زمین بیچکر بیت المال میں جمع کر دیا بیت المال کی ایک کوڑی بیجا صرف نہیں ہونے دی روایت ہے کہ انتقال صدیق اکبرؓ ایسا حادثہ جانکاہ تھا۔ کہ مدینہ کا کوئی گھر رونے سے خالی نہ رہا۔ اس دن آنحضرت صلعم کی وفات کا سماں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا عائشہ صدیقہؓ چھوٹی سی عمر میں رانڈ ہوکے اس کے دو

برس کے بعد ہی بے پدر ہو گئیں اور اسلام کا ایک اور درد خواہ دنیا سے چل بسا افسوس ہائے افسوس ۔انا للہ وانا الیہ راجعون ط ۔

حضرت خواجہ محمد پارسانے اپنی کتاب فصل الخطاب میں بہت سی روائتیں لکھی ہیں ۔جن سے بڑی شرح و بسط کے ساتھ جناب صدیق اکبرؓ اور حضرت علیؓ کے ارتباط و اتحاد کا حال معلوم ہوتا ہے اسلئے جو نوحہ علی مرتضیٰؓ نے ابو بکر صدیق کے جنازہ پر کہا ہے ۔اسے ہم بھی نقل کرتے ہیں ۔جب صدیق اکبرؓ کے انتقال کی خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو روتے ہوئے گھر سے نکلے اور اضطراب کی حالت میں یہ حسرت بھرے کلمے زبان مبارک سے فرماتے ہوئے جنازہ صدیق اکبرؓ پر آئے اے ابوبکر افسوس ۔آج تمہارے ساتھ ہی رسول خدا صلعم کی جانشینی کا خاتمہ ہو گیا۔اے ابو بکرؓ خدا وند عالم آپ پر رحم کرے ۔میں امید کرتا ہوں کہ کریگا اور ضرور کریگا ۔کیونکہ آنحضرت صلعم تم سے قلبی محبت رکھتے تھے ۔تمہاری صورت دیکھ کے انکا غم غلط ہو جاتا تھا تم سب چھوٹے بڑے کاموں میں انکے معتمد اور مشیر رہتے تھے ۔اے ابو بکرؓ رسول اللہ صلعم کا کوئی کام بغیر تمہاری صلاح اور خلافت تمہاری مرضی کے نہیں کرتے تھے ۔ وا ویلا۔

تم سے اور ہم سے آج مفارقت ہو گئی تم جس طرح قبولِ اسلام
میں ساری قوم میں سے اوّل تھے اسی طرح سلطنت اسلامی
کے پہلے رکن بھی ہو۔ تمہارا ایمان درجہ کمال کو پہنچا ہوا
تھا۔ تمہاری صاف باطنی اور خدا ترسی تمام قوم سے بڑی
ہوئی تھی۔ تم بالکل رسول مقبول صلعم کے قدم بقدم چلے
تمہاری رفتار کے برابر کسی کے روشن نہیں دیکھی گئی
اے مجمع صفات و حسنات۔ حیف ہے کہ آج تمہارا
سایہ مسلمانوں کے سروں پر سے اٹھ گیا۔ تم اپنے مناقب
قبیلہ اور راہ صاف پسندیدہ میں ارفع و اعلےٰ تھے۔ اخلاق
کریمہ اور اوصاف عظیمہ میں ہم تمہیں رسول کریم صلعم سے
تشبیہ دیا کرتے تھے۔ سو آج ایسی نظیر تمہارے ساتھ
دنیا سے اٹھ گئی ہائے یتیموں کا درد ناک باپ مسکینوں
کا پالنے والا۔ آج دنیا سے چل بسا۔ اے ابو بکرؓ تم نے
ہمارے پیغمبر صلعم کی تصدیق ایسے نازک زمانہ میں کی کہ
سب اپنے پرائے کھلم کھلا ان کی تکذیب کرتے۔
تھے۔ اس لئے تم ان کے چشم و گوش ان کی تنہائی کے
مونس انکے یار غار ھبط سکینہ کردگار۔ اور شریک ہجرت احمد
مختار۔ ناصر دین متین۔ مدد گار سید المرسلین صلعم ہو تمہاری
مفارقت ہمیں حد سے زیادہ ناگوار ہے۔ اے ابو بکرؓ

تم سا مدبر - رحمدل رعیت نواز غریبوں کا چارہ ساز خلیفہ
کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا - امت محمدی کی پشت تم
سے قوی تھی - اب اسے توڑ چلے تمہاری دلکش باتیں نہایت
میٹھی ہوتی تھیں - ان میں حکمت اور بلاغت کی چاشنی تھی
اب تمہارے بعد کان ایسی باتوں کیلئے ترسینگے - اے ابوبکر
جس طرح تمہاری رائے عقدہ کشا سب سے بڑھ چڑھ کر
تھی - اسی طرح تم سب سے زیادہ کریم النفس نیک مھز
اور شجاع تھے - تمہاری خلافت میں کوئی اپنی داد اور
حق رسی سے محروم نہیں رہا - تمہارے سایہ میں خلق
اللہ نے اپنی زندگی عیش و آرام سے بسر کی - اے ابو
بکرؓ - تم ثبات و استقلال میں مثل کوہ تھے - تمہارا قد
موزوں اگرچہ نحیف و نزار تھا - لیکن واقع میں اسے بنائے
دین کا ایسا مستحکم ستون سمجھنا چاہیئے - جسے حوادث روز
گار اپنی جگہ سے ہرگز ڈگا نہ سکے ہائے کہاں تک ہم تمہاری
خوبیوں کو یاد کر کے کف افسوس ملیں تم ضعیفوں اور ذلیلوں
کو انعام و اکرام دیکے قوی اور معزز بنا لیا کرتے تھے -
بر خلاف اس کے بڑے بڑے قوی اور عزیز تمہارے دربار
میں پست و ذلیل نظر آتے تھے - تم نے احکام خدا و رسول
کی تعمیل میں کسی قریب و بعید اور اپنے پرائے کا لحاظ نہیں

کیا۔ کسرایان فارس اور قیصران روم تمہارے مطیع و خراج گذار بنے اسلام کے دشمنوں کو ہمیشہ تم سے ہراس رہا۔ اے ہمارے مونس و غمخوار اولی العزم خلیفہ۔ تم نے بہت بڑا دور دراز سفر کرکے ہمیں اپنی جھوری سے بحرِ رنج و غم میں ڈبو دیا ہے۔ تمہاری دائمی جدائی سے ہم نہایت ہی درد مند ہیں۔ اے پیارے ابو بکرؓ تم اپنی مراد کو پہنچے مگر ہماری مصیبت بڑھ گئی۔ آہ آج تمہاری مفارقت کے زخم سے مسلمانوں کے جگر پاش پاش ہیں خدا کی قسم بعد وفات رسولخدا کی ایسی مصیبت ہم لوگوں پر کبھی نہیں پڑی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

روایت ہے۔ کہ آپ نے در اصل...... فراق رسولکریم صلعم میں بعارضہ بخار پندرہ ماہ کی نقاہت سے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور عرصہ خلافت اڑھائی سال عالم نزع میں بھی آپ نے خدمت اسلام کا فرض ادا کیا۔ چنانچہ یہ سب سے زیادہ اسلامی خدمت تھی۔ کہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کرکے انتظام خلافت سپرد کر دیا جاتا تاکہ لوگوں کے کسی ایک شبہ سے اسلام کو صدمہ پہنچنے کا احتمال نہ ہوتا اس لئے آپ نے حضرت عثمانؓ کو اپنے پاس بٹھا کر چند وصیتیں لکھائیں۔ وہ یہ ہیں:۔

فرمانِ صدیقؓ

ابو بکر پسر ابو قحافہ اِس دارِ فانی سے دارِ بقا کو جاتے ہوئے اِس تحریر کے ذریعے تمام مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے۔ کہ میں نے سب مسلمانوں پر اپنے بعد عمر پسر خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ سب کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ اِس مقرر کردہ خلیفہ کی فرمانبرداری کریں۔

میں نے خدا اس کے رسول صلعم اور دین اسلام کی خدمت میں کوئی جرم نہیں کیا میرے اعتبار میں عمر سب میں قابل ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ عدل کریں گے۔ اگر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو میرا اعتبار سچا ہے۔ اگر وہ ایسا کریں گے۔ تو ہر ایک انسان اپنے فعلوں کا جواب خود دے گا۔ لیکن میں تم سب کے لئے بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے۔ لیکن میں عالم الغیب ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ آخیر پر پھر میرا یہی کہنا ہے۔ کہ جو ابدی کرے گا۔ اُسے اپنی برائی کی سزا ملے گی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ یہ تحریر آپ نے اپنی مہر سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کے

حوالہ کر دی ۔

آپ نے عالم نزع میں اپنی اطاعت گذار بیٹی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ فرمایا۔ تم میری اولاد ہو۔ میری تمنا ہے کہ میں تمہیں ہر حالت میں خوش دیکھوں۔ تمہارے خوش رہنے سے مجھے بھی خوشی ہوگی۔ ایک کھجور کا درخت جو صرف تم کو ہی میں نے دیا تھا۔ لیکن میرے بعد اب اس میں تمہارے بہن بھائیوں کا بھی حق ہے۔ اس لئے اس حق سے اپنی بہنوں اور بھائیوں کو محروم نہ رکھنا ۔

آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ بھی وصیت کی کہ میری رحلت کے بعد مجھے وہ پرانی دھلی ہوئی چادروں میں کفنانا۔ کسی عمدہ کپڑے میں کفن دینے سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ۔

دیگر

رحلت کے وقت آپ نے یہ بھی وصیت کی کہ میری بیوی اسمار مجھے غسل دیں اور میرا بیٹا عبدالرحمان میری میت پر پانی ڈالے۔ نیز مجھے رسول کریم صلعم کی قبر مبارک کے برابر دفن کیا جائے۔

چنانچہ آپ کے انتقال پر ملال کے بعد ایسا ہی ہوا۔

آپ نے اپنے والد ابو قحافہ کے سامنے انتقال فرمایا جب کہ آپ کے والد بکرم کی عمر ستانوے سال کے قریب تھی۔ لیکن وہ بھی آپ نے نیک کردار صدیق الرسول صلعم مقرب خدا بیٹے کے غم انتقال میں چھ ماہ کے عرصہ میں زندہ رہ کر اس دار فانی سے چل بسے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

تمت

مناقب حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

مصنفہ حاجی محمد عبد السبحان صاحب

خدا کے خاص پیارے تھے ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں
پیارے مصطفیٰ کے تھے۔ ابو بکر و عمر دونوں
حبیب کبریا کے یہ مشیر خاص ہر دم تھے
یہ ہمدم اور مونس تھے۔ ابو بکر و عمر دونوں
دل و جان اور مال اپنے تصدق کرتے رہتے تھے
وفاداری میں ثابت تھے۔ ابو بکر و عمر دونوں
لقب صدیق اور فاروق حضرت سے ملے ان کو
اسی باعث بنے بہتر۔ ابو بکر و عمر دونوں
نبی پاک کی امت سے جو جنت میں جائینگے
تو سرداران کے یہ ہوں گے ابوبکر و عمر دونوں
اسی کو خالی ایمان سے سمجھ لو تم مسلمانو
نہ ہوں پیارے جسے جاں سے ابوبکر و عمر دونوں
علامت ہے یہ ایماں کی کہ ہوگا بس وہی مومن
پیارے ہونگے جس کو یہ ابو بکر و عمر دونوں
دُعائے حضرت باقر یہی تھی وقت جان دادن

نہ مجھے سب سے پیارے ہیں ابو بکر و عمر دونوں
محمدؐ کی شفاعت کا نہیں ہیں مستحق ہرگز
اگر پیارے نہ مجھ کو ہوں ابو بکر و عمر رضؓ دونوں
علی فرماتے تھے بعد از نبی افضل نہیں ہونگیں
نبی کے بعد افضل ہیں ابو بکر و عمر دونوں
نہ دنیا میں نہ عقبیٰ میں کوئی ہمسر ہوا ان کا
کہ بعد از انبیاء ہیں یہ ابو بکر و عمر دونوں
خدا نے آیت یستخلفن کی بشارت دی
خلیفہ ہو گئے یعنی ابو بکر و عمر رضؓ دونوں
لیاقت اور شجاعت سے خدا کو کر دیا راضی
اسی باعث پیارے ہیں ابو بکر و عمر دونوں
خدا راضی کرے گا دن قیامت کے یہ واہ قسمت
مراتب پا گئے کیسے ابو بکر و عمر رضؓ دونوں
فضیلت کی دلیل اس سے بھلا کیا اور ممکن ہے
ہیں اب بھی قرب حضرت میں ابو بکر و عمر دونوں
نبی فرما چکے ہیں - حشر میں اللہ کے آگے
مرے ہمراہ جائیں گے ابو بکر و عمر رضؓ دونوں
اگر حضرت ہمارے چاند روشن ہیں تو کیا شک ہو
ہدایت کے ستارے ہیں ابو بکر و عمر رضؓ دونوں

خدایا عبدل عاصی پر گھٹا رحمت کی برسا دے
وسیلہ لایا ہے یہ بھی ابوبکر و عمر دونوں

تمام شد

فہرست کتب

تعلیم نسواں کی پہلی ۔ دوسری ۔ تیسری ۔ ادیب نسواں ۔ طبیب نسواں ۔ انشائے نسواں
انتظام خانہ داری ۔ ہنر آموزی ۔ کھانا پکانا ۔ قصص الانبیاء ۔ سوانح عمری رسول مقبول صلعم
نماز حنفی مدلل ۔ فریبی خالہ ۔ خدا پرست بی بی ۔ انمول موتی ۔ دکھیاری دلہن ۔ شاہجہان
دکھیا شہزادی ۔ محمود غزنوی ۔ ندیدی بیگم ۔ جہانگیر کی چہیتی بیگم ۔ شہزادی بلقیس
اخلاقی گیت ۔ بہشتی حوریں ۔ چھ مائیں ۔ زنانہ اردو خط و کتابت ۔ پیغمبروں کے حالات
وفادار بیٹی ۔ اخلاقی کہانیاں ۔ خورشید جہاں ۔ ہدیۃ المستورات ۔ سگھڑ سہیلی ۔ صدیق الرسول
فاروق الاسلام ۔ جامع القرآن ۔ سرتاج زہرا ۔ مضامین حالی ۔ جدید زبان کے دلچسپ
مضامین ۔ مہمان اور میزبان ۔ دوست شفیق ۔ سرسید کے اخلاقی مضامین ۔ سوانح زیب النسا
معہ کلام مخفی ۔ محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی +

Price 0-4-0